پاکستان جدیدیت کے شکنجے میں: اگلے شمارے میں

☆ اسلامی نظریاتی کونسل کے سربراہ ڈاکٹر خالد مسعود کے ملحدانہ افکار کا جائزہ: ڈاکٹر خالد مسعود فقہائے اسلام کے بجائے اجتہاد کے لیے اقبال کے خطبہ اجتہاد کو حوالہ قرار دیتے ہیں۔ جبکہ اقبال علوم اسلامی سے قطعاً واقف نہ تھے اور ان کے خطبات فکر مغرب کی ترجمانی کرتے ہیں جس کا اقبال کو بخوبی اندازہ تھا اور آخری زمانے میں وہ شدید تاسف کا شکار رہے۔ انھوں نے اس کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میں نے اپنی زندگی کے ۳۵ سال اسلام اور موجودہ تہذیب و تمدن کی تطبیق کی تدابیر کے غور و فکر میں بسر کردیئے ہیں۔ میرے حال کے سفر نے مجھے کسی حد تک اس نتیجے پر پہنچا دیا کہ ایسے مسئلے کو اس شکل میں پیش نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس کا مطلب بجز اس کے کچھ نہیں کہ اسلام موجودہ تمدن کے مقابلے میں ایک کمزور طاقت ہے۔ میری رائے میں اس کو یوں پیش کرنا چاہیے کہ موجودہ تمدن کو کس طرح اسلام کے قریب تر لایا جائے۔ اقبال کو خطبات پر نظر ثانی کا موقع نہیں ملا۔ اب جدیدیت پسند اقبال کے سابقہ نظریات سے اسلام درآمد کررہے ہیں۔ ڈاکٹر خالد مسعود حدود اللہ کو عرب ثقافت سے مقید سمجھتے ہیں اور اس کی عالمگیریت کے قائل نہیں ان کے خیال میں حدود اللہ عربوں کی خاص ثقافت کے لیے متعارف کی گئیں ہیں ان میں ترمیم و اضافہ ممکن ہے ان کے خیال میں دنیا بدل گئی ہے اور جدید سائنس و ٹکنالوجی نے سماجی، معاشی، سیاسی، بین الاقوامی غرض ہر سطح پر بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں کردی ہیں لہٰذا قرآن سنت اور شریعت کے احکامات جدید دنیا کا ساتھ نہیں دے سکتے انھیں بدلنا ہوگا۔ ڈاکٹر مسعود عالمی سیاست، انسانی حقوق، غیر مسلموں سے متعلق احکامات، مسلم اقلیات کے طرز عمل اقتصادیات اور دعوت و جہاد کے ابواب میں اجتہاد کر کے اسلام کی پندرہ سو سالہ روح کو بے دخل کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے پہلا اور آخری حوالہ اقبال کا خطبہ اجتہاد ہے جو اغلاط سے پر اور علوم اسلامی سے ناواقفیت کا شاہکار ہے۔ اس خطبے کی بنیاد حرکت کے خالص مغربی تصور پر استوار کی گئی ہے اور احکام شریعہ کو خالص عقل کی روشنی میں حل کرنے کا عندیہ دیا گیا ہے یہ خطبہ معتزلی فکر کی ترجمانی کرتا ہے۔ اس وقت وفاقی شرعی عدالت، ادارہ ثقافت اسلامیہ میں ڈاکٹر رشید جالندھری انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی میں ڈاکٹر محمود احمد غازی، اسلامی نظریاتی کونسل میں ڈاکٹر خالد مسعود مغربی استعماری مقاصد کی تکمیل کے لیے شب و روز کوشاں ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فضل الرحمان نے اسلام کی تعلیمات، نصوص شریعہ کے بارے میں اپنے اجتہادات پیش کیے تو امت نے شدید رد عمل کا اظہار کیا یہ اظہار اس قدر طاقت ور تھا کہ ڈاکٹر فضل الرحمان نے رضا کارانہ جلاوطنی اختیار کرلی لیکن آج...... ہمارے علماء خاموش ہیں۔ ڈنمارک میں اکابرین اسلام کے کارٹون کی اشاعت پر پاکستان کے دینی حلقے تماشائی بنے رہے۔ روزنامہ جنگ نے اپنے اداریے میں اس واقعے کی مذمت کرتے ہوئے لکھا ''تمام مسلمان حکومتوں کو مذکورہ جسارت پر مل کر احتجاج کرنا چاہیے اور غیر مشروط معافی کا مطالبہ کرنا چاہیے۔'' [دس نومبر] جیو کی فلم ''میسج'' میں صحابہ کرام اور پیغمبر رسالت مآب کی تصاویر دکھائی گئیں تو علماء خاموش رہے روزنامہ جسارت کے مطابق صرف سرحد اسمبلی نے قرارداد مذمت منظور کی۔ یہ صورت حال نہایت توجہ کی طالب ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل، اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد ادارہ ثقافت اسلامیہ اور دیگر اداروں کے ذریعے اجتہاد کے نام پر دین کو مسخ کرنے کی کوششوں کا جائزہ اور دینی جماعتوں کی بے حسی کا تجزیہ۔

آئندہ شماروں کے موضوعات

☆ سودی نظام کو حلال قرار دینے کے لیے جامعہ اشرفیہ لاہور کے حضرت مفتی عبدالرحمان اشرفی کے حیلوں، بہانوں اور غیر سنجیدہ خیالات کا علمی و تحقیقی جائزہ، عبدالرحمان اشرفی مزید فرماتے ہیں کہ اصلی عالم دین صرف ایک شادی کرتا ہے، دوسری نہیں لاتا۔ علماء دوہرا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے یا تو علمی کام کریں گے یا بیوی کو وقت دیں گے، بہت سے علماء تو علمی کام میں رکاوٹ کے باعث شادیاں ہی نہیں کرتے تھے ان کا موقف تھا کہ شادی علمی کام میں رکاوٹ بن جاتی ہے مثلاً امام تیمیہؒ، علامہ نوویؒ وغیرہ۔ ایسے علماء کی تعداد چالیس سے زیادہ ہے۔ افضال ریحان کی نظر میں مولانا عبدالرحمان اشرفی لبرل مولوی ہیں جو لکیر کا فقیر نہیں، حیلے بازی کی جحت سے حدود کی پاس داری سے بچنے والا، کٹھ ملاؤں کے برعکس عصر حاضر کو دانہ ڈالنے والا شرعی تقاضوں کو مغرب کے مطابق بنانے والا، مجتہد فقیہہ ہے۔ عبدالرحمان اشرفی کے غیر اسلامی خیالات کا تاریخ کی روشنی میں جائزہ۔

☆ جنگ کے کالم نگار ارشاد احمد حقانی کے ملحدانہ افکار کا تنقیدی جائزہ۔ ارشاد احمد حقانی کے خیال میں اسلامی سزائیں حتمی نہیں ہیں۔ گناہ بھی دائمی نہیں ہوتا۔ گناہ اور سزا اضافی relative چیزیں ہیں۔ ہر معاشرے کے لحاظ سے گناہ اور سزا کا تصور بدلتا رہتا ہے۔ پہلے زنا کی سزا رجم یا کوڑے تھی اب حالات بدل گئے تو ترکی نے جرم کی سزا چند سال قید مقرر کر دی کیونکہ زنا کی وہ قباحت نہ رہی جو پہلے تھی۔ لونڈی غلام کی بات کا ہم انکار کرتے ہیں۔ خلافت راشدہ کا نظام ماڈل نہیں ہے۔ خلفاء راشدین تاحیات حکمران رہے لیکن ہم اس اصول کو نہیں مانتے۔ مغرب کی تمام ایجادات فطرت ہیں انھیں قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں، گردن مروڑی ہوئی مرغی حلال ہے۔ قرآن وسنت کی نصوص تبدیل ہو سکتی ہیں، داڑھی رکھنا ضروری نہیں۔ مغربی تہذیب وحی کے اثر سے خالی نہیں، مسلمان تہذیب میں جبر کا عنصر فراواں ہے۔ دنیا کو آج جبر سے آزادی ملی ہے یہ انسانیت کا مشترکہ ورثہ ہے۔ برٹرینڈ رسل مغربی تہذیب کا نمائندہ دانشور اور اقبال اسلامی تہذیب کا نمائندہ ہے۔ شریعت کا مجموعہ آج کے زمانے میں قابل نفاذ نہیں۔

☆ ادارہ ثقافت اسلامیہ کے سربراہ اور وفاقی شرعی عدالت کے جج ڈاکٹر رشید جالندھری کے ملحدانہ افکار کا جائزہ ڈاکٹر صاحب کے خیال میں ہر دور کے لیے الگ شریعت ہے۔ اب دور بدل گیا ہے لہٰذا شریعت بدل جائے گی، مغرب کی ترقی اس لیے ہوئی کہ انھوں نے مذہب کی اصلاح کی۔ سیکولرازم عین اسلام ہے۔ چرچ کا ادارہ پہلے کے مقابلے میں اب دین کی بہترین خدمات انجام دے رہا ہے۔ حضرت عمر کی شہادت کے ساتھ معاشی، سیاسی، سماجی، قانونی، انصاف کا تجربہ ختم ہو گیا۔ اسلامی کلچر انسانی فطرت کے قریب نہیں ہے۔ مرتد کی سزا اسلام میں غلط ہے۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات نہیں۔ قرآن کا قانون وراثت جدید عہد کے لیے ختم ہو گیا ہے۔ اب مرد عورت کا حصہ جائیداد میں برابر ہونا چاہیے۔ سود حلال ہے یہ وہ سود نہیں جو عہد رسالتؐ میں تھا۔ طٰہٰ حسین مرد مومن تھا اسے ملحد کہا گیا۔

☆ علامہ اقبال کے فرزند جسٹس جاوید اقبال کے ملحدانہ افکار کا جائزہ جاوید اقبال کے خیال میں نص کو معطل کیا جاسکتا ہے۔ عورت اور مرد کا حصہ جائیداد میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ عورت باپ یا شوہر کی دست نگر رہے۔ قرآن سے استنباط ضمیر کے اطمینان سے مشروط ہے۔ چار شادیوں پر پابندی ضروری ہے کیوں کہ مرد انصاف نہیں کرسکتا۔ اسلام کے قوانین عصر حاضر میں قابل عمل نہیں رہے کیونکہ زمانہ بالکل بدل گیا ہے لہٰذا تمام قرآنی قوانین بدلے جائیں، مسلمان عورتوں کو لوٹتے رہے، قرآن نے شراب کو حرام قرار نہیں دیا بچنے کا حکم دیا ہے، اتنی شراب پینا جس سے نشہ نہ چڑھے اسلام میں حلال ہے۔ شراب کی زیادہ مقدار پینا حرام ہے۔ اسلام میں گھر میں شراب پینے پر پابندی نہیں۔ حضرت عمر کے زمانے میں ہیومن رائٹس موجود تھے۔ روایتی اسلام کو باقی رکھا جائے کیونکہ اس کے مٹانے سے ہنگامہ ہوگا۔ لیکن اس کی روح کو بدل دیا جائے تاکہ ہنگامہ نہ ہو۔ آج کے زمانے میں چور کا ہاتھ کاٹا ہی نہیں جاسکتا۔ ہم خواہ مخواہ شریعت کی لاش گھسیٹ رہے ہیں۔ اگلی صدی میں عبادات میں بھی اجتہاد کر کے انھیں بدلنا پڑے گا۔ نئی دنیا میں عبادات کا موجودہ نظام نہیں چل سکتا۔ شریعت کی حکمت صرف عقل پر ہے، قرآن کے جنگی اصول کارآمد نہیں ہیں۔ مسجدیں ریاست کے قبضے میں ہوں، ائمہ کا تقرر ریاست کرے، اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے روشن خیال مولوی مسجدوں کی امامت کیوں نہیں کرتے؟ سر سید نہ ہوتے تو ہم چوغے پہنتے اور داڑھیاں رکھتے، عورتوں کے ساتھ نہ بیٹھ سکتے اور ہر وقت نماز پڑھنا پڑتی اس قوم پر سر سید کا بہت احسان ہے جسے چکایا نہیں جاسکتا۔ پہلے لوگ بہنوں کے ساتھ شادی کرتے تھے۔ حضرت آدمؑ کے زمانے میں بھی یہی ہوتا تھا اب یہ کلچر ختم ہوگیا تو نیا کلچر آگیا۔ دین تو کلچر ہے جو بدلتا رہتا ہے۔ مغربی کلچر ہی اسلامی کلچر کے قریب ہے۔

☆ معروف صحافی افضال ریحان کی کتاب ''اسلامی تہذیب بمقابلہ مغربی تہذیب حریف یا حلیف'' کا تنقیدی جائزہ۔ افضال ریحان کے سوالات یہ بتاتے ہیں کہ وہ مغربی فکر و فلسفے اور اسلامی تاریخ سے واقف نہیں ہیں اور چند چلتے پھرتے مشہور عام خیالات کو اسلامی اور مغربی فکر و فلسفے کا عکس سمجھتے ہیں لیکن اس سے زیادہ شرمناک بات یہ ہے کہ افضال ریحان کے سوالات کا جواب دینے والے پاکستانی دانشور ڈاکٹر جاوید اقبال، جاوید غامدی، ڈاکٹر رشید جالندھری، ڈاکٹر رفیق احمد اور ڈاکٹر حفیظ ملک بھی مغربی فکر و فلسفے کے ساتھ ساتھ مغرب کی درندگی، بہیمیت، وحشت اور بربریت کی تاریخ سے یا تو واقف نہیں ہیں یا اس تاریخ کو دانستہ طور پر بیان نہیں کرنا چاہتے یہ تمام دانشور مسلمانوں کی دہشت گردی پر بے پناہ شرمندہ اور معذرت خواہ ہیں لیکن کسی ایک دانشور نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ ۹ کروڑ سرخ ہندیوں کو مارنے والے امریکی اور تین سو سال میں ایک ارب پچھتر کروڑ انسانوں کو قتل کرنے والی مغربی اقوام دہشت گرد کے بجائے انسانیت کی علمبردار کیوں سمجھی جارہی ہیں۔ مسلمانوں کو دہشت گردی ختم کرنے کا مشورہ دینے والے عالمی دہشت گردوں کی دہشت گردی پر کیوں چپ ہیں؟ یہ دانشور جس بے باکی کے ساتھ عالم اسلام اور علماء پر طنز کرتے ہیں اسی قدر بے باکی کے ساتھ مغرب کی دہشت گردی کو کیوں بے نقاب نہیں کرتے۔ کیا یہ دانشور مغرب کے وفادار حلیف تو نہیں؟